مفتی ذاکر حسن نعمانی *

اسلاموفوبیا: ایک تعارف

(ISLAMO PHOBIA: Introduction)

فوبیا(PHOBIA) کا معنی ہے، ذہن کی مریضانہ کیفیت جو کسی طرف سے خوف یا نفرت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ دہشت یا وحشت بھی اس کے مفہوم میں داخل ہے، یعنی کسی شے کا خوف یا اس سے بیزاری ظاہر کرنا۔ لہٰذا اسلاموفوبیا(ISLAMO PHOBIA) کا مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے خوف، وحشت، دہشت اور بیزاری ظاہر کرنا، الحاصل اسلام سے اس درجہ وحشت، دہشت، خوف اور بیزاری ظاہر کرنا کہ آدمی ذہنی مریض بن جائے۔

اسلاموفوبیا کی تاریخ

اسلاموفوبیا کی بیماری کفار میں زمانہ قدیم سے ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کو بھی یہ بیماری کسی نہ کسی درجہ میں لگی ہوئی ہے اور لگ رہی ہے، گویا یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ انسانوں کے مابین مذہبی جنگ زمانہ قدیم سے جاری ہے، کوئی اپنے مذہب کو غلط کہتا ہے نہ چھوڑتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں صادق اور امین کے نام سے مشہور تھے، پورا مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور امانت پر گواہ تھا، لیکن جب آپ نے اسلام اور توحید کی آواز لگائی تو مشرکین مکہ بگڑ گئے اور اپنے بت پرستی والے مذہب پر ڈٹ گئے۔ یہاں تک کہ اس کے لیے جنگیں بھی لڑیں اور اسلام سے نفرت، وحشت اور بیزاری شروع کردی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اس وقت کی بڑی سپر پاور (روم) کے بادشاہ کو اسلام کی دعوت کا خط بھیجا۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے امیر بصریٰ کے توسط

---

* استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

سے وہ والا نامہ قیصر (ہرقل) کے دربار میں پہنچایا۔ قیصر نے حکم دیا کہ عرب کے لوگ ملک میں آئے ہوں تو ان کو حاضر کیا جائے۔ اتفاق سے ابوسفیان قریش کے قافلہ کے ساتھ تجارت کے لیے ملک شام گئے ہوئے تھے اور مقام غزہ میں مقیم تھے۔ ابوسفیان اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے، قیصر کے آدمیوں نے پورے قافلہ کو دربار میں حاضر کیا۔ ہرقل نے ابوسفیان سے چند سوالات کے جوابات حاصل کیے، جس کی وجہ سے ہرقل کا اسلام کی طرف میلان پیدا ہوا۔ ہرقل نے کہا کہ:

"فان کان ماتقول حقاً، فسیملك موضع قدمی هاتین"

ابوسفیان سے کہا کہ اگر آپ نے میرے سوالات کے صحیح جوابات دے ہیں تو وہ (نبی) میرے پیروں کے نیچے زمین (بیت المقدس) کے مالک ہوجائیں گے۔ مزید کہا اگر میں اس نبی آخرالزمان تک پہنچ سکتا تو ہر قسم کی مشقت برداشت کر کے خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں دھوتا، چنانچہ ہرقل نے دروازے بند کر کے اپنے دربار میں روم کے چوہدریوں کو جمع کر کے خطاب کیا، اے رومیو! کیا تمہیں کامیابی، ہدایت اور اپنی حکومت کی بقا چاہیے، پس اس نبی کے ہاتھ بیعت کرلو۔ فحاصوا حیصة حمر الوحش الی الابواب ہرقل کی بات سن کر لوگ نیل گایوں کے بھاگنے کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے۔ یہ تھی ان کفار کی اسلام سے وحشت اور نفرت، ابوسفیان نے بھی اسلام کے غلبہ کے خوف کا اظہار اس وقت کیا تھا، صحیح بخاری میں ہے: فقلت لاصحابی حین اخرجنا لقد اَمِرَامرُابن ابی کبشة ،انه یخافه ملك بنی الاصفر فمازلت موقنا انه سیظهر حتی ادخل الله علی الاسلام

جب ہم دربار سے نکال دیئے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا بخدا ابو کبشہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کے لڑکے کا معاملہ تو سنگین اور عظیم ہوگیا۔ اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ پس مجھے برابر یقین رہا کہ عنقریب آپ غالب آجائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی توفیق دی۔ ابوسفیان نے اس وقت اسلام کے غلبہ اور اس سے خوف کا اظہار کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر فضل فرمایا اور مسلمان ہوگئے۔ گویا یہ بھی اسلاموفوبیا کی اس وقت کے لحاظ سے ایک مثال ہے۔

آج بھی دنیا بھر کے کفار کو اسلام کی حقانیت اور صداقت معلوم ہے تاریخ پر ان کی نظر ہے، قرآن وحدیث کا مطالعہ کرتے ہیں، لیکن اسلام سے وحشت اور دہشت کی وجہ سے ان پر خوف طاری ہے کہ اسلام پھیل رہا ہے ایک دن اسلام کو ضرور غلبہ حاصل ہوگا، لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ جس کی وجہ سے کفار کے پیشوا اور مفکرین ذہنی مریض بن گئے ہیں وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ اس بیماری کو اسلاموفوبیا کہتے ہیں۔

ان کفار کو دنیا کے کسی مذہب سے خطرہ نہیں، صرف اسلام سے ڈرتے ہیں، اس لیے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کی چالیں چلتے ہیں۔ اسلام کو چلنے نہیں دیتے لیکن ان کو پتہ نہیں کہ یہ چراغ پھونکوں سے بجھتا ہے نہ بجھے گا، اللہ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتے رہتے ہیں، کبھی مسلمانوں کو بنیاد پرست، کبھی شدت پسند، کبھی دہشت گرد کہتے ہیں۔ کبھی ان پر بمباری کرتے ہیں، ان کا قتل عام کرتے ہیں، اس وقت تمام مسلم ممالک کو میدان جنگ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں، یہ سب اسلام خوفی کا اثر ہے۔ ان لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جس چیز کو وہ ختم کرنا چاہتے ہیں وہ تو پوری دنیا کے لیے امن، چین، سکون اور محبت کا نسخہ اور پیغام ہے۔ جہاں اسلام کی صحیح تعلیمات رائج ہیں وہاں امن اور سلامتی ہے، جہاں کفر اور کفار کا راج ہے وہاں نفس، شیطان اور حیوانیت کا راج ہے۔

مسلمان اور اسلاموفوبیا

بد قسمتی سے یہ بیماری مسلمانوں میں بھی پھیل رہی ہے، بعض بد قسمت مسلمان اس سے کسی نہ کسی درجہ میں متاثر ہیں۔ دراصل اس بیماری کے ابتدائی جراثیم سیکولرازم ہے اور اس کا آخری درجہ اور انجام حقیقی سیکولرازم ہے۔ بعض کم فہم مسلمانوں کے ذہن میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں نے یہ بٹھا دیا ہے کہ اسلام دنیاوی ترقی کے راستے میں رکاوٹ ہے، حالانکہ اسلام دنیاوی ترقی کا مخالف ہے نہ اس کے لیے رکاوٹ ہے، ہاں! نفس اور شیطان کے لیے ضرور رکاوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کو کھجوروں کی پیوندکاری سے منع کیا تو کھجوریں کم پیدا ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے پیوندکاری سے منع فرمایا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا+

"انتم اعلم بامور دنیاکم"

تم اپنے دنیاوی امور کو خوب جانتے اور سمجھتے ہو۔

یعنی پیوندکاری کرتے رہو، گویا یہ دنیاوی میدانوں میں کام کرنے کی اجازت تھی۔ اسلام کسی بھی دنیاوی میدان میں کام اور ترقی پر پابندی نہیں لگاتا اور کیسے لگائے گا، اس لیے کہ دنیا کا ہر کردار دینی میدان کا معاون ہے۔ انسان تو بدن اور روح دونوں سے مرکب ہے، بدن روح کی سواری ہے، بدن صحیح ہوگا، تو روح اس پر سواری کرے گی۔ بدن کمزور اور ضعیف ہو جائے تو روح بالآخر پرواز کر جاتی ہے۔ بدن کی

اصلاح اور بقا کا تعلق مادیات کے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آسمان وزمین کا دکھائی دینے والا نظام بدن کی خدمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو جب پیدا کیا تو سب سے پہلے ان کو تمام دنیاوی علوم عطا کیے، وعلم آدم الاسماء کلھا میں تمام عصری علوم کی طرف اشارہ ہے۔ اس لیے کہ معاشی علوم کے بغیر دنیاوی زندگی ناممکن ہے۔ بدقسمتی سے اسلام اور مذہب سے بیزار مادہ پرست صرف انہی دنیاوی علوم میں کھو گئے اور آسمانی ہدایت بھول گئے، حالانکہ آدم علیہ السلام کے اس قصے کے آخر میں ارشاد باری ہے:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ(البقرۃ:۳۸)

پس اگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلاء ہوں گے۔

الحاصل مادی وعصری علوم سے بھاگنا صحیح ہے، نہ اسلامی اور روحانی علوم سے، یعنی دونوں علوم (علم معاد اور علم معاش) بقدر ضرورت، ضروری ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ مادی علوم اور اس کے ثمرات کی طرف اتنی بھرپور توجہ دی گئی کہ روحانی اور اسلامی علوم اور اس کے فوائد وبرکات آنکھوں سے اوجھل ہوگئے۔ جس کی وجہ سے بعض لوگ اسلامی زندگی کو مادی علوم کی ترقی اور اس کے ثمرات کے لیے رکاوٹ سمجھتے ہیں، حالانکہ مادی علوم حقیقت میں صرف ایک فن اور ہنر ہے، جس سے انسان کی صرف معیشت درست ہوتی ہے۔ جبکہ روحانی اور اسلامی علوم انسان کو صحیح انسانیت اور اخلاق سکھاتے ہیں، آپس کے معاملات اور معاشرتی زندگی میں صحیح انسانیت کام آتی ہے، اگر انسان کے پاس سب کچھ ہے لیکن اخلاق وانسانیت نہیں تو تمام عقلاء کے نزدیک صفر ہے۔ اسلام سے بھاگنا تو انسانیت سے بھاگنا ہے اور ایسا انسان پھر نارمل (صحیح) انسان نہیں رہتا۔ بلکہ ابنارمل (Abnormal) انسان بن جاتا ہے۔ ایسے انسان میں صحیح انسانی صفات مثلاً ایثار اور ہمدردی ختم ہوجاتی ہے۔ اگر قابل تقلید صحیح انسانوں کے اعلیٰ نمونے دیکھنا چاہتے ہو تو صحابہ کرامؓ کی سیرت اور زندگی کا مطالعہ کرو۔ اسی طرح اولیاء کرام کی حکایات کا مطالعہ بھی کرنا چاہیے۔ ان لوگوں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جو مقام ومرتبہ، عزت واحترام عطا کیا تھا وہ کسی سے مخفی نہیں، یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی ان اعلیٰ اسلامی نمونوں (صحابہ کرام اور اولیاء کرام) کی بے ادبی کی جرات کرسکتا ہے اور نہ ان کے بارے میں کوئی کسی قسم کی گستاخی برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔

محض دنیاوی تعلیم کے اثرات

جس دنیاوی تعلیم میں اسلامی تربیت نہ ہو، تو اس کے فیض یافتہ افراد میں بہت کم ایسے لوگ ہوں گے، جو دوسروں کے کام آئیں۔ ایک سکوارڈن لیڈر کا انتقال ہوا، اس کے بچے اس کی صفائی اور غسل کے لیے تیار نہیں تھے، میں نے مسجد کا خادم بھیجا، اس نے یہ خدمت للہ فی اللہ کی۔ جو شخص ایسے وقت میں باپ کی خدمت کیلئے تیار نہیں وہ ملک وملت کی کیا خدمت کرے گا؟ یہ خالص دنیاوی تعلیم کا اثر ہے۔ ایک میجر صاحب نے اپنے بیٹے کو بیرون ملک اعلیٰ ڈگری کے لیے بھیجا، اتفاقاً وہ وہاں پر تبلیغی جماعت کے ساتھ منسلک ہو گیا۔ اس کی صورت وسیرت اسلامی بن گئی ۔ جب واپس آیا تو ائیر پورٹ پر باپ اس کو دیکھتے ہی اس پر برس پڑا اور اس کو سخت ڈانٹ پلائی کہ اس لیے بھیجا تھا؟ باپ کا خیال تھا کہ بیٹا اب دنیا کے کسی کام کا نہ رہا۔ فضول تعلیمی خرچے برداشت کیے۔ بیٹا سیانا تھا، بریف کیس سے فرسٹ کلاس کی ڈگری نکال کر اپنے والد کو بتلائی، اور کہا یہ لو جس کے لیے بھیجا تھا۔ باقی جو آپ مجھے دیکھ رہے ہیں یہ میں نے آپ کے لیے نہیں بلکہ اپنی آخرت کے لیے کیا ہے۔ اس کیساتھ آپ کا کیا کام ہے؟ لیکن باپ کے سمجھ میں یہ باتیں نہیں آ رہی تھیں، بیٹے کو KPT کراچی پورٹ ٹرسٹ میں نوکری مل گئی، باپ پر فالج کا اٹیک ہوا۔ اس بیٹے نے باپ کی خوب خدمت شروع کی، بقیہ بیٹے صبح صبح سلام کر کے اپنے اپنے کاموں کی طرف نکل جاتے اور یہ بیٹا مسلسل خدمت کرتا رہتا تھا۔ اب باپ نے اس بیٹے کو دعائیں دینا شروع کر دیں، بیٹے نے کہا میرے لیے دعائیں نہ مانگو، دعائیں ان لوگوں کے لیے مانگو جنہوں نے مجھ پر دینی محنت کی اور اسلامی زندگی کی طرف لے آئے اگر وہ لوگ مجھ پر دینی محنت نہ کرتے تو آج میں بھی بقیہ بھائیوں کی طرح اپنے کام کی طرف توجہ دیتا اور آپ یوں ہی بغیر خدمت کے لیٹے پڑے رہتے۔

بے وقوف کی اسلام فراری

آج بھی معاشرے میں ایسے افراد موجود ہیں جو اپنے بچوں کو اسلامی زندگی سے دور اور محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کے کسی کام کا نہ رہیں، بیٹے کا عقیدہ خراب ہو جائے، اخلاق بگڑ جائیں، بے عمل اور بد عمل بن جائے اس کی کوئی فکر نہیں۔ فکر ہے تو انگریزی اور ڈگری کی۔ اپنے بچوں کو مسجد اور مُلا سے دور رکھتے ہیں، جن لوگوں میں دین کی کچھ نہ کچھ سمجھ ہے، تو وہ قرآن مجید کے ناظرہ سبق کے لیے گھر پر کسی استاذ کا بندوبست کر لیتے ہیں تاکہ عام بچوں سے دور رہیں، کہیں مکمل اسلامی ذہن والا نہ بن جائے۔ ارشاد باری ہے: وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرة: ۱۳۰)

’’ملت ابراہیم یعنی اسلام سے صرف وہی شخص بھاگتا ہے جو ذاتی طور پر بیوقوف ہو۔‘‘

یعنی کسی اور نے اس کو بیوقوف نہ بنایا ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا جس میں تھوڑی بہت عقل اور سمجھ ہو، تو وہ اسلام جیسے مفید، صحیح اور اعلیٰ مذہب سے بھاگنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا، اسلام ابتداء ہی سے بچے کے مزاج، سوچ اور ذہن کو اسلامی بنانا چاہتا ہے۔ یعنی سات سال کے بچے کو نماز پڑھانے کا حکم ہے، بچہ دس سال کا ہوجائے نماز نہ پڑھے تو تادیباً کچھ نہ کچھ پٹائی کی بھی اجازت ہے۔ موجودہ مغربی تعلیم اور مغرب زدہ ذہن میں تعلیم کے دوران اسی قسم کی تادیبی کارروائی کا تصور ہی نہیں۔ تعلیم کے ساتھ اسلامی تربیت نہ ہونے کی وجہ سے بچے میں اسلام بیزاری شروع ہوجاتی ہے۔ ایسے والدین اور بچوں کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے تاکہ اسلام خوفی شروع ہوجاتی ہے۔ آہستہ آہستہ اسلام سے وحشت، نفرت اور دہشت شروع ہوجاتی ہے۔ نتیجتاً والدین اور بچے اسلاموفوبیا کے مریض بن جاتے ہیں۔

علاج: پس چہ بائد کرد

اسلام میں ہر مرض کا علاج ہے۔ صحابہ کرام اسلام سے قبل مختلف قسم کی ذہنی، اخلاقی اور معاشرتی بیماریوں میں مبتلاء تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت وتبلیغ سے اوروں کے ہادی اور رہبر بن گئے۔ اس بیماری سے بچنے کے لیے دین کے ساتھ علماء، صلحاء اور تبلیغی جماعت کے ساتھ وابستگی ضروری ہے۔ ہم نے اسلامی ذہن والے بعض ذہین بچوں کو خالص دنیاوی آزاد ماحول میں بگڑتے ہوئے دیکھا ہے، اُن کا علاج بھی یہی ہے کہ ایک بار پھر اسلامی زندگی کی طرف لوٹ آئیں۔ اسلامی زندگی کے لیے اسلامی ماحول ضروری ہے۔

آج کل ہر طرف ماحول غیر اسلامی ہے۔ لیکن الحمد اللہ مدارس، مساجد اور خانقائیں موجود ہیں۔ تبلیغی جماعت والے ملک گیر اور عالم گیر کام کررہے ہیں، علاج مشکل نہیں صرف ہمت چاہیے۔ مشکل علاج کے لیے مریض طبعاً کبھی بھی تیار نہیں ہوتا لیکن سب لوگ اسے ترغیب دیتے ہیں، اس کو مجبور کرتے ہیں، تو عقلاً علاج کے لیے تیار ہوجاتا ہے اور اس کو شفامل جاتی ہے۔ اسی طرح اسلاموفوبیا کی بیماری سے نجات کے لیے ہمت کرنا ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ اس بیماری کو بیماری سمجھا جائے۔ اگر کوئی اس کو بیماری نہیں سمجھتا تو پھر اس کا علاج مشکل ہے۔ لہٰذا اسلامی اور روحانی لوگوں کا فریضہ بنتا ہے کہ ایسے لوگوں کو سمجھائیں کہ وہ اس بیماری (اسلاموفوبیا) کا ضرور علاج کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے بچوں کو اس خطرناک بیماری سے محفوظ فرمائے اور جو اس میں مبتلا ہیں ان کو نجات دلائے۔